

رسول اکرم ﷺ کے جنگی ہتھیار اور لباس

محمد عبدالعلی اچکزئی*

سید باچا آغا**

یہ بات مسلم ہے کہ عصر حاضر میں امت مسلمہ غیر مسلموں کے سامنے ایک طرح سے بے بسی کا اظہار کر رہی ہے، ان کی بے بسی کی ایک وجہ ان کی قیادتوں کا دفاعی تیاریوں سے غافل ہونا ہے، مسلمان قیادتوں نے عالم کفر کے عزائم کا صحیح اور آگ نہیں کیا، آج دنیا کے غیر مسلم ممالک بالخصوص امریکہ اور یورپ نے اپنے اپنے اٹامک اور دیگر مہلک پروگراموں کی تخلیق، تعمیر اور ترویج کو نہ صرف جائز رکھا ہوا ہے، بلکہ متعدد قسم کے جہمی اسلحے اور وسیع تر تباہی کے ہتھیار بنائے ہیں اور انہیں امت مسلمہ پر آزمائے بھی رہے ہیں اور انہی زبردست تباہی کے ہتھیاروں کے طفیل انہوں نے دنیا پر اپنی چودھر اہٹ قائم کر رکھی ہے، لیکن مسلمانوں کے پاس اپنے دفاع کے لئے کسی بھی قسم کے روایتی اور جدید ہتھیار کے بنانے یا انہیں حاصل کرنے کا حق نہیں دیتے۔ حقیقت یہ ہے کہ آج مغرب سائنس اور ٹیکنالوجی کے بل بوتے پر اپنی برتری جتنا اور کمزور قوموں پر اپنا تسلط قائم کرنا چاہتا ہے، لہذا مغرب کے اس جال سے باہر نکلنے کے لئے ہمیں سائنس اور ٹیکنالوجی میں برتری حاصل کرنا موجودہ حالات میں ”فرض عین“ قرار دیا جاسکتا ہے، مگر اس مقصد کے لئے ہمیں مغرب سے ہتھیار اور دیگر آلات ضروریہ کو خریدنے کے بجائے فنی اور تکنیکی مہارت حاصل کر کے ہر قسم کے ہتھیار اور آلات خود تیار کرنا ہوں گے۔

اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کو علم الاسماء سے بہرہ ور کیا تھا (۱) مفسرین کے نزدیک علم الاسماء میں چیزوں کے نام، ان کے خواص، علم کے اصول، صنعتوں میں استعمال ہونے والے آلات کی کیفیات، ان اشیاء کی ایجاد و اختراع وغیرہ شامل ہے (۲) گویا علم الاسماء وہی چیز ہے جسے جدید اصطلاح میں سائنس کا نام دیا جاتا ہے، کیونکہ سائنس تمام موجودات عالم اور ان کے اثار و خواص اور ان کی حقیقت سے بحث کرتی ہے۔

صنعت و حرفت اور فنون جنگ و غیرہ کے بارے میں نئے نئے طریقوں اور آلات حرب کا استعمال خود نبی کریم ﷺ سے ثابت ہے، حضرت سلمان فارسیؓ کے مشورے سے غزوہ طائف کے موقع پر آپؐ نے دو نئے آلات حرب استعمال فرمائے، جو بعض روایات کے مطابق حضرت سلمان فارسیؓ نے خود اپنے ہاتھ سے بنائے تھے، ان میں سے ایک منجسیت تھی، جسے اس زمانے کی توپ کہنا چاہیے اور دو دبابے تھے، جنہیں اس دور کے ٹینک کہا جاسکتا ہے (۳)

غرض سائنس و ٹیکنالوجی کا علم حاصل کرنا اور پھر اس کو انسانی فلاح و بہبود کے لئے استعمال کرنا غیر اسلامی اور غیر ضروری نہیں ہے، بلکہ یہ عین تعلیمات الہی و نبوی کے مطابق ہے، جیسا کہ ارشاد نبوی ہے:

الْكَلِمَةُ الْحَكْمَةُ صَالَةٌ الْمُؤْمِنِ فَحَيْثُ وَجَدَهَا فَهُوَ أَحَقُّ بِهَا (۴)

”حکمت مؤمن کی گمشدہ چیز ہے، جہاں بھی ملے وہ اسے لے لے، کیونکہ وہی اس کا سب سے زیادہ حق دار ہے“
عالم اسلام کو کفری طاقتوں کی جانب سے درپیش اس چیلنج کا جواب دینے کے لئے ضروری ہے کہ مسلمان اپنی جان

* پروفیسر، ڈین فیکلٹی آف ایجوکیشن اینڈ ہیومنیز، بلوچستان یونیورسٹی، کوئٹہ، پاکستان۔

** اسٹنٹ پروفیسر، شعبہ علوم اسلامیہ، گورنمنٹ ڈگری کالج، سراب روڈ، کوئٹہ، پاکستان۔

ومال، عزت و آبرو اور گھربار اور وطن و مملکت کے دفاع کے لئے ہر وقت تیار رہیں اور اس غرض سے جنگی سازوسامان کے بنانے اور انہیں تیار رکھنے سے غفلت کا مظاہرہ نہ کریں، جیسا کہ ارشاد خداوندی ہے:

وَأَعِدُّوا لَهُمْ مَا اسْتَطَعْتُمْ مِنْ قُوَّةٍ وَمِنْ رِبَاطِ الْخَيْلِ تُرْهَبُونَ بِهِ وَعَدُّوا لِلَّهِ وَعَدُوَّكُمْ وَأَخْرَيْنَ مِنْ ذُوهُمْ لَاتَعْلَمُوهُمْ
اللَّهُ يَعْلَمُهُمْ (۵)

”تم ان کے مقابلے کے لئے اپنی طاقت بھر قوت کی تیاری کرو اور گھوڑوں کے تیار رکھنے کی، کہ اس سے تم اللہ کے دشمنوں کو خوف زدہ رکھو اور ان کے سوا اوروں کو بھی“

اس آیت کی تفسیر میں علامہ جصاص لکھتے ہیں:

امرالله تعالى المؤمنين في هذه الآية باعداد السلاح والكرام قبل وقت القتال ارهابا للعدو والتقدم في ارتباط الخيل استعداد لقتال المشركين (۶)

”اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے اہل ایمان کو قتال کے وقت کی آمد سے پہلے ہتھیار اور گھوڑے پہلے سے تیار رکھنے کا حکم دیا ہے تاکہ دشمن کے دل میں ان کا خوف طاری ہو جائے، نیز بندھے رہنے والے گھوڑے پہلے سے تیار رکھنے کا حکم دیا گیا تاکہ مشرکین سے دو دو ہاتھ کرنے کے لیے پوری تیاری ہو جائے۔“

اس آیت کی تفسیر میں امام رازی لکھتے ہیں:

لهذه الآية تدل على ان الاستعداد للجهاد بالنبل والسلاح وتعليم الفروسية والرمي فريضة (۷)
”یہ آیت جہاد کے لئے تیاری، اسلحہ، تیروں اور شہسواروں کی تعلیم کی تربیت پر دلالت کرتی ہے“

شیخ احمد ملا جیون فرماتے ہیں:

والحاصل انه امر باستعداد السلاح والخيل لامرالله تعالى بابلغ وجه واكده ففي الآية دليل على كل ذلك (۸)

”خلاصہ یہ کہ یہاں پر اللہ تعالیٰ کے حکم سے اسلحہ اور گھوڑوں کی تیاری کا حکم بلیغ اور مؤکد انداز میں موجود ہے، آیت کے اندر ان سب کی دلیل ہے۔“

علامہ شبیر احمد عثمانی لکھتے ہیں:

مسلمانوں پر فرض ہے کہ جہاں تک قدرت ہو سامان جہاد فراہم کریں، نبی کرم ﷺ کے عہد مبارک میں گھوڑے کی سواری، شمشیر زنی اور تیر اندازی وغیرہ کی مشق کرنا، سامان جہاد تھا، آج بندوق، توپ، ہوائی جہاز، آبدوز کشتیاں، آہن پوش کروڑ وغیرہ کا تیار کرنا اور استعمال میں لانا اور فنون حربیہ کا سیکھنا، بلکہ ورزش وغیرہ کرنا سب سامان جہاد ہے، اسی طرح آئندہ جو اسلحہ و آلات حرب و ضرب تیار ہوں، وہ سب آیت کے منشاء میں داخل ہیں (۹)

مولانا محمد ادریس آیت کی تفسیر کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

”اس آیت کی رو سے مسلمان حکومتوں پر جدید اسلحہ کی تیاری اور ان کے کارخانوں کا قائم کرنا فرض ہوگا، اس لئے کہ اس آیت میں قیامت تک کے لئے ہر مکان و زمان کے مناسب قوت و طاقت کی فراہمی کا حکم دیا گیا ہے، جس طرح کافروں نے تباہ کن ہتھیار تیار کئے ہیں، ہم پر بھی اسی قسم کے تباہ کن ہتھیاروں کا تیار کرنا فرض ہوگا، تاکہ کفر و شرک کا مقابلہ کر سکیں“ (۱۰)

قرآنی آیت کے علاوہ احادیث سے بھی اعداد آلات حرب و ضرب کی تاکید و ترغیب ملتی ہے، ارشاد نبوی ہے:

وَأَعِدُّوا لَهُمْ مِمَّا سَنَطَعْتُمْ مِنْ قُوَّةٍ إِلَّا أَنْ الْقُوَّةَ الرَّمِي إِلَّا أَنْ الْقُوَّةَ الرَّمِي (۱۱)

”اور تیاری کرو کافروں کے ساتھ جنگ کے واسطے، وہ چیزیں جن سے تم قوت سے کرسکو، خبردار بیشک قوت تیر اندازی ہے، خبردار بیشک قوت تیر اندازی ہے“

یعنی دشمن سے پیچھے آزمائی کے لئے جس تیاری کی ضرورت ہے، تیر اندازی اس کا ایک بڑا حصہ ہے، آپ نے اس سے تیر اندازی کے سوا دوسری تیاریوں کو طاقت اور قوت کا حصہ قرار دینے کی نفی نہیں کی، بلکہ لفظ کا عموم ان تمام آلات جنگ اور ہتھیاروں کو شامل ہے، جن سے دشمن کے مقابلے میں کام لیا جاسکتا ہے (۱۲)

دوسری روایت میں ارشاد ہے:

إِنَّ اللَّهَ لِيَدْخُلَ بِالسَّهْمِ الْوَاحِدِ الثَّلَاثَةَ الْجَنَّةَ صَانِعُهُ يَحْتَسِبُ فِي صِنْعَتِهِ الْخَيْرَ وَالرَّامِيَ بِهِ وَالْمُدَّ بِهِ (۱۳)

”اللہ ایک تیر پر تین آدمیوں کو جنت میں داخل کرتا ہے، اس کا بنانے والا، جس کے بنانے سے اس کی نیت خیر کی ہو، اس کا پھینکنے والا، تیر سیر دینے والا تیر انداز کے ہاتھ میں“

اس حدیث سے بھی ہر قسم کی اسلحہ برائے جہاد بنانے، بنانے میں مدد دینے اور استعمال کرنے کی فضیلت ثابت ہوتی ہے۔

سامان حرب کا بندوبست:

مدینہ منورہ کی اسلامی ریاست کے استحکام کی خاطر نبی اکرم ﷺ جنگی مہمات کے لئے ہتھیاروں کا بندوبست بھی فرمایا کرتے تھے، آپ کے زمانے میں دو طرح کے ہتھیار استعمال ہوتے تھے، کچھ ہتھیار تو وہ ہوتے تھے جو ہر فرد کے اپنے ذاتی ہوتے تھے، اس ذاتی اور انفرادی اسلحہ کے علاوہ کچھ چھوٹا اور بڑا اسلحہ تھا جو ریاست کی ملکیت ہوتی تھی، جن میں ہر قسم کے چھوٹے ہتھیار کے علاوہ منجیق اور دبابہ بھی شامل تھے، جنگی مہمات کے لیے ان ہتھیاروں کا بندوبست کس طرح فرمایا کرتے تھے، اس حوالے سے ڈاکٹر محمد یسین مظہر صدیقی لکھتے ہیں:

عہد نبوی کی تمام فتوحات اور بیشتر مہموں میں مسلمانوں کو اموال غنیمت میں متعدد چیزوں کے علاوہ تھوڑے بہت ہتھیار بھی ہاتھ لگتے تھے، ان کے حصول کی دو صورتیں تھیں، اول سلب کی صورت میں یعنی جنگ سے پہلے دوران مبارزت یا جنگ کے دوران عام مغلوبہ حملہ میں فاتح مسلم سپاہی اپنے مقتول دشمن کی ذاتی چیزوں کا جن میں ہتھیار بھی شامل ہوتے تھے، حقدار ہوتا تھا۔ دوسری صورت دشمن کی پسپائی یا شکست کی صورت میں کچھ مسلمان فاتح کو اجتماعی طور سے حاصل ہو۔ پہلی مہم سریہ نخعہ میں جس میں مسلمانوں کو کچھ مال غنیمت میں ملا تھا، غالباً ہتھیار شامل نہیں تھے، البتہ جنگ بدر میں اونٹوں، گھوڑوں، چڑے کی کھالوں، کپڑے کے تھانوں اور زمرہ کی ضروریات زندگی کے علاوہ کچھ ہتھیار (سلاح) بھی ہاتھ لگے تھے، جن میں تلواریں (سیوف) زرہ بکتر (دروع) کپڑے یا چھڑے کے خود (مغفر) لوہے کے خود (بیضہ) نیزے (رجح) اور چھوٹے تیر یا حربی آبے (عترۃ) وغیرہ شامل تھے، تاہم یہ ذکر نہیں ملتا کہ ان ہتھیاروں کی تعداد کتنی تھی اور نہ ہی یہ ذکر ملتا ہے کہ کہ آیا وہ مسلمانوں میں تقسیم کر دیئے گئے تھے یا ریاست کے خزانے میں ان کو مخصوص و محفوظ رکھا گیا تھا، بہر حال کوئی بھی صورت حال رہی ہو، یہ امر مسلم ہے کہ مسلم مجاہدین کے سلاح خانہ میں خاصا اضافہ ہوا تھا اور اس سے ان کی حملہ کرنے کی طاقت بڑھی تھی، قریشی اشرافیہ سے دوسرے تصادم (غزوہ احد) میں مسلمان ہر قسم کے اسلحہ سے

لیس نظر آتے ہیں اور کم از کم سو مجاہدین زرہ بکتر پوش تھے، اس کے علاوہ ان کے پاس کم از کم پچاس سوار بھی تھے۔ بہر حال یہ وہ مدینہ اور خیبر وغیرہ سے مسلمانوں کو تصادم اور غزوات میں کافی ہتھیار مال غنیمت میں ملے تھے اور اس سے ان کے ذخیرہ حربی میں خاطر خواہ یا قابل قدر اضافہ ہوا تھا (۱۴)

مختلف غزوات میں بطور مال غنیمت حاصل شدہ ہتھیاروں کی تفصیلات بیان کرنے کے بعد وہ لکھتے ہیں:

مذکورہ بالا مفصل بحث سے یہ بخوبی واضح ہوتا ہے کہ اسلامی ریاست اپنے سلاح خانے کے ذخیرہ کو ترقی دینے کی ہر ممکن کوشش کرتی تھی اور اس کے لیے کوئی کسر نہیں اٹھا رکھتی تھی، لیکن اس بحث سے یہ غلط فہمی نہ پیدا ہونی چاہیے کہ اسلامی ریاست تمام تر ذخیرہ حربی صرف اموال غنیمت کے ذریعہ حاصل ہوا تھا، یقیناً وہ بھی ایک اہم ذریعہ تھا اور اس کے سبب اسلامی ریاست کے سلاح خانے میں خاصا اضافہ ہوا تھا، لیکن صرف وہی تہا ذریعہ نہ تھا، اس کے حصول کے متعدد ذرائع تھے، کیونکہ اسلامی فوج کے تمام ہتھیاروں کا اگر اموال غنیمت میں ملنے والے ہتھیاروں سے موازنہ کیا جائے تو معلوم ہو گا کہ وہ اس کی چوتھائی ضرورت کو بھی کافی نہیں تھے، اس کے علاوہ یہ بھی ماخذ سے نہیں معلوم ہوتا کہ دس ہزار گھوڑے صرف جنگوں اور مہموں میں حاصل شدہ مال غنیمت کے نتیجے میں حاصل ہوئے تھے، بلاریب گھوڑوں اور ہتھیاروں کی زیادہ تر تعداد خرید و فروخت کے ذریعہ حاصل کی گئی تھی، ماخذ سے معلوم ہوتا ہے کہ شمس کا ایک حصہ رسول کریمؐ ہتھیاروں اور گھوڑوں کی خرید پر صرف فرماتے تھے، اس کے علاوہ دوسرے آلات حرب بھی بعض صلح پسند قسم کے ذرائع سے حاصل کئے گئے تھے، ان میں مسلم امت کے چندوں اور عطیوں کا فیاضانہ حصہ تھا، مسلمانوں میں سے متمول افراد نے ہر اہم موقع پر دامے درمے اور قدمے عطیات دیئے تھے اور اسلامی فوج کو مسلح کرنے میں بھرپور مدد کی تھی۔

بہر حال مذکورہ بالا تجزیے سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ سات آٹھ سال کے قلیل عرصے میں اسلامی فوج ایک ٹوٹی پھوٹی ہتھیاروں سے تہی اور شہسواروں سے خالی اور غیر تربیت یافتہ وغیرہ منظم فوج سے ترقی کر کے ایک منظم و مرتب ہتھیاروں اور اسلحوں سے لیس شہسواروں پر مشتمل اور عظیم جنگی مشین میں ڈھل گئی تھی، وہ اپنے وقت کی نہ صرف جزیرہ نمائے عرب میں ایک عظیم ترین فوج بن گئی تھی، بلکہ غالباً پڑوسی ملکوں اور ریاستوں میں بھی کوئی ایسی جنگی قوت نہ تھی جو اس کی طاقت کا مقابلہ کر سکتی۔ اس عظیم فوج نے نہ صرف اس سیاسی نظام کی بنیاد رکھی جس نے غیر منظم، وحشی اور نظم و نسق کے دشمن عربوں کو مدینہ کی مرکزی اسلامی حکومت کا فرمانبردار شہری بنا دیا بلکہ وقت کے ساتھ ایک ایسی جنگی مشین میں ڈھل گئی جس نے کچھ مدت کے بعد عالمگیر فتوحات کے جنڈے گاڑے“ (۱۵)

رسول اللہ ﷺ کے جنگی ہتھیار:

فوج کے کمانڈر انچیف اور سربراہ اعلیٰ کی حیثیت خود آپؐ کی تھی، آپؐ نے بنفس نفیس تقریباً ستائیس جنگوں کی قیادت فرمائی، آپؐ ہتھیار بھی ساتھ رکھتے تھے، اس لیے حدیث اور سیرت کی کتابوں میں آپؐ کے زیر استعمال مختلف ہتھیاروں کے نام ملتے ہیں، جن کی تفصیل درج ذیل ہے:

(۱) تلواریں:-

حدیث اور سیرت کی کتابوں میں حضور ﷺ کے پاس گیارہ تلواروں کے نام ملتے ہیں، امام ابن قیم جوزی نے ان میں سے نو تلواروں کا ذکر کیا ہے، جیسا کہ وہ لکھتے ہیں:

كان له تسعة اسيايف: مائور، وهو اول سيف ملکہ ورثه من ابيه، والعضب، وذوالفقار - بکسر الفاء ويفتح

الفاء وكان لا يكاد يفارقه وكانت قائمته وقبيعته وحلقته وذوائبته وبكرانه ونعله من فضة، والقليعي، والبتار، والحنتف، والرَّسوب، والمخذم، والقضيب وكان نعل سيفه فضة ومابين ذلك حلق فضة وكان سيفه ذوالفقار تنفله يوم بدر وهو الذي أرى فيها الرؤيا ودخل يوم الفتح مكة وعلى سيفه ذهب وفضة (۱۶)

آنحضرت ﷺ کے پاس نو تلواریں تھیں، ایک کا نام مآثور تھا، یہ وہ پہلی تلوار تھی جس کا آپ مالک بنے، یہ تلوار آپ نے اپنے والد سے وراثت میں پائی تھی، دوسری عضب (کاٹنے والی) اور تیسری ذوالفقار۔ فالکے زیر اور قاف کے زر کے ساتھ۔ یہ وہ تلوار تھی جسے نبی اکرم ﷺ ہر وقت اپنے پاس رکھتے تھے، اور کسی وقت بھی اپنے آپ سے علیحدہ نہ کرتے تھے، اس تلوار کا دستہ، قبضہ، حلقہ، علاقہ اور دیگر لوازمات چاندی کے تھے، اس کے علاوہ قلعی، بتار، حنتف (موت) رسوب (وہ تلوار جو مضروب میں گھس جائے) مخذم (جلدی سے کاٹنے والی) اور قضیب نام کی تلواریں بھی آپ کے پاس تھیں، قضیب کی نعل چاندی کی تھی، اس کے علاوہ اس کا حلقہ بھی چاندی کا تھا۔ ذوالفقار آنحضرت ﷺ کو غزوہ بدر میں ملی تھی، جسے آپ نے ملاحظہ فرمایا تھا، جس دن آپ فتح کے دن مکہ میں داخل ہوئے تو آپ کے اس تلوار پر نقرتی اور طلائی کا کام تھا“

عضب وہ تلوار ہے جب رحمت دو عالم ﷺ غزوہ بدر کے لیے روانہ ہوئے تو حضرت سعد بن عبادہ نے حضور ﷺ کی خدمت میں پیش کی تھی اور اسی کے نام سے عصر حاضر میں پاک فوج نے ملک کے اندر موجود شترپسندوں کے خلاف اپریشن شروع کر رکھا ہے، جس کا نام غالباً اسی تلوار کے نام پر ضرب عضب رکھا گیا ہے۔ ذوالفقار کے بارے میں وحید الزمان لکھتے ہیں:

ذوالفقار آنحضرت ﷺ کی تلوار کا نام ہے جو آپ نے حضرت علیؓ کو دی تھی، اس میں چھوٹے چھوٹے خوبصورت گڑھے تھے یا پشت کی ہڈیوں کی طرح جوڑتے تھے، اس کا حلقہ چاندی کا تھا، بعضوں نے کہا یہ تلوار منبہ بن حجاج کی تھی جو بدر کے دن اس کے بیٹے عاص کے پاس تھی، حضرت علیؓ نے اس کو قتل کیا اور یہ تلوار آنحضرت ﷺ کے پاس لے کر آئے، آپ نے وہ انہی کو دے دی اور حضرت علیؓ نے احد کے دن اسی سے کافروں کو دفع کیا، بعضوں نے کہا اس کا لوہا جبرہم قبیلہ کے زمانہ میں کعبہ کے پاس ملا تھا، یہ تلوار اسی سے بنائی گئی تھی (۱۷)

امام ترمذیؒ نے شتائل نبویؐ میں ایک باب باب ماجاء فی صفة سيف رسول الله ﷺ کے نام سے رکھا ہے، اس میں انہوں نے چار احادیث نقل کی ہیں، جس میں نبی اکرم کے پاس چند تلواروں کا ذکر کیا ہے۔ مثلاً ایک حدیث میں ہے:

عن انس قال كان قبيلة سيف رسول الله صلى الله عليه وسلم من فضة (۱۸)

”حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور اقدس ﷺ کے تلوار کے قبضہ کی ٹوپی چاندی کی تھی“

محدثین کے نزدیک اس حدیث میں جس تلوار کا ذکر ہے، اسے مراد ذوالفقار ہے۔

مذکورہ بالا نو تلواروں کے علاوہ آپ کے پاس مزید دو تلواروں کے نام ملتے ہیں، ان میں سے ایک کا نام صمصامة اور دوسرے کا نام الخيف ہے، ان میں سے صمصامة عرب کے نامور پہلوان عمرو بن معدیکرب الذبیدی کی تلوار تھی، خالد بن سعید اموی نے حضور ﷺ کی خدمت میں پیش کی تھی، سرور عالم ﷺ اس کو استعمال فرمایا کرتے تھے۔ (۱۹) مولانا وحید الزمان نے مجمع البحرین کے حوالے سے نقل کیا ہے کہ صمصام اس تلوار کو کہیں گے جو خوب روانی کے ساتھ کاٹے اور مڑے نہیں۔ (۲۰)

(۲) نیزے:

نبی اکرم ﷺ کے پاس مختلف قسم کے نیزے تھے، جن کی تفصیل ابن قیم نے کچھ اس طرح بیان کی ہے:

وكانت له خمسة أرماع يقال لأحدهم المنوى والآخر المنى، وحرية يقال لها: النبعة وأخرى كبيرة تدعى: البيضاء و أخرى صغيرة شبه العكاز يقال لها: العنزة يمشى بها بين يديه في الأعياد تركز امامه فيتخذها سترة يصلى اليها وكان يمشى بها أحياناً (۲۱)

”آپ کے پاس پانچ نیزے تھے، ایک کا نام منوی اور دوسرے کا نام منی تھا، نیز آپ کے پاس ایک حربہ تھا جس کا نام نبع تھا، ایک اور بہت بڑا بیضاء کے نام کا حربہ تھا، ایک چھوٹا سا عکاز (وہ لائٹھی جس میں لوہے کی برچھی لگی ہو) کی شکل کا تھا جسے عنزة کہا جاتا تھا، اور عیدین کے موقع پر نبی اکرم ﷺ کے آگے آگے لے کر اسے چلتے تھے اور نماز میں آپ کے سامنے گاڑ دیا جاتا تھا اور نماز کے لیے اسے سترہ بنا لیا جاتا تھا، گاہے گاہے نبی اکرم ﷺ اسے لے کر باہر تشریف لے جایا کرتے“

اہل لغت کے نزدیک ارمع بڑے نیزے اور الحزبہ چھوٹے نیزے (برچھی) کو کہا جاتا ہے، ابن قیم کے مذکورہ بالا عبارات میں اگرچہ ان دونوں قسم کے نیزوں کا مجموعہ پانچ بتایا گیا ہے، لیکن بعض دیگر سیرت نگاروں نے انہیں الگ الگ بیان کیا ہے، جیسا کہ محمد بن یوسف الصالح نے تصریح کی ہے کہ آپ کے پاس پانچ رماح یعنی بڑے نیزے اور پانچ حرب یعنی چھوٹے نیزے تھے، ان کے نزدیک آپ کے پاس پانچ بڑے نیزوں میں سے دو کے نام المنوی اور المنبت تھے، جبکہ باقی تین نیزے وہ تھے جو آپ کو یہودی قبیلہ بنی قینقاع کے ہتھیاروں کے ذخیرے سے حاصل ہوئے تھے (ان کے نام آپ نے ذکر نہیں کئے ہیں) اسی طرح آپ کے پاس موجود چھوٹے نیزوں کے نام النبعة، البيضاء، العنزة، الھد اور القمرة تھے۔ (۲۲)

عنزہ نیزے کا تذکرہ متعدد روایات میں موجود ہے، مثلاً صحیح مسلم کی ایک روایت ہے:

عن عون بن ابی جحيفة أن اباہ رأى رسولَ الله ﷺ فى قُبَّةِ حَمْرَاءَ من أَدَمَ وَرَأَيْتُ بِبِلَالٍ أَخْرَجَ وَضُوءًا فَرَأَيْتُ النَّاسَ يَبْتَدِئُونَ ذَلِكَ الْوَضُوءَ فَمَنْ أَصَابَ مِنْهُ شَيْءًا تَمَسَّحَ بِهِ وَمَنْ لَمْ يُصِبْ مِنْهُ أَخَذَ مِنْ بِلَالٍ يَدِ صَاحِبِهِ ثُمَّ رَأَيْتُ بِبِلَالٍ أَخْرَجَ عَنزَةً فَرَكَزَهَا وَخَرَجَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ فى حُلَّةِ حَمْرَاءَ مُشْتَمِرًا فَصَلَّى إِلَى الْعَنزَةِ بِالنَّاسِ رَكَعَتَيْنِ وَرَأَيْتُ النَّاسَ وَالِدَوَابَّ يَمْزُونَ بَيْنَ يَدَيْ الْعَنزَةِ (۲۳)

”حضرت عون ابی جحیفہ سے روایت ہے کہ ان کے باپ نے رسول اللہ ﷺ کو چمڑے کے سرخ شامیانے میں دیکھا اور میں نے بلالؓ کو دیکھا کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ کے وضو کا پچا ہوا پانی نکالا تو لوگ اس کو لینے کے لیے جھپٹنے لگے، پھر جس کو پانی مل گیا اس نے بدن پر مل لیا اور جس کو نہ ملا اس نے اپنے ساتھی کے ہاتھ سے ہاتھ تر کر لیا، پھر میں نے بلالؓ کو دیکھا انہوں نے برچھا نکالا اور اس کو گاڑا اور رسول اللہ ﷺ سرخ جوڑا پہنے ہوئے اس کو (پنڈلیوں تک) اٹھائے ہوئے نکلے اور برچھے کی طرف کھڑے ہو کر لوگوں کے ساتھ دو رکعتیں پڑھیں اور میں نے آدمیوں کو اور جانوروں کو دیکھا کہ وہ برچھے کے سامنے سے گزر رہے تھے“

ڈاکٹر محمد یاسین مظہر صدیقی آپ کے پاس ان نیزوں سے متعلق لکھتے ہیں:

”روایات کے مطابق رسول اکرم ﷺ کے پاس کئی چھوٹے نیزے تھے، جو آپ کو ہدیے میں ملے تھے، یا بطور عنیمت ہاتھ آئے تھے۔ رسول اکرم ﷺ نے ان میں سے ایک حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اور دوسرا حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ہدیہ کر دیا تھا اور تیسرا اپنے پاس رکھا تھا، وہ اسفار وغزوات کے

دوران ساتھ لے جاتے تھے اور نماز کے وقت بہ طور سترہ اس کا استعمال کیا جاتا تھا۔ عیدین کے موقع پر بھی وہ امام کے آگے بطور سترہ لگایا جاتا تھا۔ حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس کے افسر حمل و نقل تھے، وفات نبوی کے بعد وہ خلفائے و امراء کے وقت کے پاس آیا۔ (۲۴)

(۳) ڈھالیں:

نبی اکرم ﷺ کے پاس تین ڈھالیں تھیں، جن کا تذکرہ کرتے ہوئے ابن قیم لکھتے ہیں:

وكان له ترس يقال له: الزلوق، وترس يقال له: الفتق-قيل وترس اهدى اليه فيه صورة تمثال فوضع يده عليه فاذهب الله ذلك التمثال (۲۵)

’آپ کے پاس ایک ڈھال تھی، جس کا نام زلوق تھا، ایک اور ڈھال فتق کے نام سے آپ کے پاس موجود تھی، ایک تیسری ڈھال بھی تھی جو بطور ہدیہ آپ کی خدمت میں پیش کی گئی تھی، اس ڈھال پر تصویر تھی جس پر آپ نے اپنا ہاتھ رکھا تو اللہ تعالیٰ نے وہ تصویر مٹا دی“

زلوق، زلق سے نکلا ہے جس کا مطلب ہے پھسل جانا، چونکہ یہ ایسی ڈھال تھی جس پر سے تلوار وغیرہ پھسل جاتی تھی، یعنی اس کو کاٹ نہیں سکتی تھی، اس لئے یہ نام دیا گیا تھا۔ (۲۶)

تیسری ڈھال جس پر بنی تصویر کی طرف امام ابن قیم نے اشارہ کیا ہے، اس کے بارے میں ابن سعد مکحول سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کے پاس ایک ڈھال تھی، جس میں مینڈھے کے سر کی تصویر تھی نبی اکرم ﷺ نے تصویر کا ہونا ناپسند فرمایا، صبح ہوئی تو اللہ تعالیٰ نے اس تصویر کو دور کر دیا تھا۔ روایت کے الفاظ ہیں:

عن عبد الله بن المبارك قال: اخبرنا عبد الرحمن بن يزيد بن جابر قال: سمعت مكحولاً يقول: كان لرسول الله ﷺ ترس فيه تمثال رأس كبش فكره النبي صلى الله عليه وسلم مكانه، فأصبح وقد اذبه الله (۲۷)

(۴) کمانیں، ترکش اور تیر:

نبی اکرم ﷺ کے پاس چھ کمانیں تھیں جیسا کہ ابن قیم لکھتے ہیں:

وكانت له ست قسي: الزوراء، والروحاء، والصفراء، والبيضاء (شوحط) والكنوم، كسرت يوم احد فأخذها قتاده بن النعمان والسدّاد (۲۸)

’آپ کے پاس چھ کمانیں تھیں، زوراء، روحاء، صفراء، بیضا (اس کے لیے شوحط کا نام بھی استعمال ہوا ہے، ملاحظہ ہو! سبل الصدی، ۵: ۵۷۹، ابن سعد کے مطابق یہ درخت شوحط کی لکڑی کا بنا تھا) اور کنوم، کتوم غزوہ احد میں ٹوٹ گئی، چنانچہ حضرت قتادہ بن نعمان نے اسے آپ سے لے لیا، جبکہ چھٹے کمان کا نام سداد (اس کا نام سبل الہدیٰ میں السدّاس آیا ہے، ملاحظہ ہو! ۵: ۵۷۹) تھا“

کتوم، کتوم سے ہے جس کا مطلب ہے ”چھپانا“ چونکہ تیر چلانے کے وقت یہ ہلکی آواز دیتی تھی اس لیے اسے کتوم کہا جاتا تھا۔ (۲۹) سداد کا مطلب ہے درست ہونا، چونکہ اس کمان کا تیر سیدھا نشانے پر جا لگتا تھا، اس لیے اس نام سے موسوم ہوا تھا۔ (۳۰)

عن علي قال كانت بيد رسول الله ﷺ قوس عربية فرأى رجلا بيده قوس فارسية فقال ماهذه القها

وعليكم بهذه واشباهها ورماح القنا فانهما يزيد الله لكم بهما في الدين ويمكن لكم في البلاد (۳۱)

”حضرت علی سے روایت ہے کہ رسول کریم ﷺ کے ہاتھ مبارک میں ایک عربی کمان تھی، آپ نے ایک

آدمی کو دیکھا جس کے ہاتھ میں فارسی کمان تھی، حضور ﷺ نے اسے فرمایا، یہ کیا اٹھا رکھا ہے، اسے پھینک دو اور تم اس (عربی کمان) کو اور اس جیسی کمانوں کو ہی استعمال کیا کرو اور نیزوں کو اس لیے کہ انہی کے ذریعہ اللہ تعالیٰ تمہارے دین میں اضافہ فرمائے گا اور تمہیں شہروں میں غلبہ عطا فرمائے گا“
آپ کے پاس دو ترکش یا تیردان (تیروں کے رکھنے کی تھیلیاں) کا نور اور الحجج کے نام سے موجود تھیں، جیسا کہ ابن قیم لکھتے ہیں:

وكانت له جعبة تدعى الكافور----- وكانت له كنانة تسمى: الجمع (۳۲)

حضرت مسعود بن مخرمہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ اپنے چودہ سو صحابہ کرام کی معیت میں جب حدیبہ پہنچے تو ایک کنارے پر جو کنواں تھا، وہاں اترے، لوگ آئے اور اس کنویں سے پانی بھرنا شروع کیا، پانی کی وہ قلیل مقدار جو اس کنویں کی تہہ میں تھی وہ چند لمحوں میں ختم ہو گئی، لوگ جب پانی کی نایابی کی وجہ سے پیاس کا شکار ہوئے تو دوڑتے ہوئے اپنے آقا کی بارگاہ اقدس میں حاضر ہوئے اور پیاس کی شکایت کی، نبی اکرم ﷺ نے اپنے ترکش سے ایک تیر نکالا، پھر حکم دیا کہ یہ تیر لے جاؤ اور اسے کنویں میں اتر کر اسے وہاں گاڑ دو جہاں پانی ہے، تیر گاڑنے کی دیر تھی کہ پانی کے نوارے ابل پڑے اور قلیل وقت میں وہ سارا کنویں لبا بھر گیا۔ (۳۳)

رسول اللہ ﷺ کا جنگی لباس:۔ دشمن سے لڑنے کے لیے جس طرح جنگی ہتھیار کی ضرورت ہوتی ہے، اسی طرح جنگی لباس کی بھی ضرورت ہوتی ہے، تاکہ اس کے ذریعے مجاہدین دشمن کے وار سے اپنے آپ کو محفوظ کر سکیں، قرآن حکیم میں بھی اللہ تعالیٰ نے اس موقع پر احتیاط سے کام لینے کی ہدایت کی ہے جیسا کہ ارشاد خداوندی ہے:

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا خُذُوا حِذْرَكُمْ فَانفِرُوا ثُبَاتٍ أَوَانْفِرُوا جَمِيعًا (۳۴)

اے مسلمانو! اپنے بچاؤ کا سامان لے لو، پھر گروہ گروہ بن کر کوچ کرو، یا سب کے سب اکٹھے ہو کر نکل کھڑے ہو یعنی خیر اسی میں ہے کہ تم اپنا ہر طرح سے بچاؤ اور اپنی خبرداری اور احتیاط کر لو، ہتھیاروں سے ہو یا تندر سے، عقل سے ہو یا سامان سے اور دشمنوں کے مقابلہ اور مقابلہ کے لیے گھر سے باہر نکلو، متفرق طور پر یا سب اکٹھے ہو کر جیسا موقع ہو۔ (۳۵)

اوائل عہد اسلام میں زرہ اور خود کا استعمال عام تھا، سیرت اور حدیث کی کتابوں میں نبی اکرم ﷺ کے پاس بھی ان چیزوں کا تذکرہ ملتا ہے، جنہیں نبی اکرم ﷺ نے مختلف مواقع پر استعمال فرمایا ہے، ان کی تفصیل درج ذیل ہے:

(۱) زرہیں:

نبی اکرم ﷺ کے پاس جو زرہیں تھیں، ان کی تعداد سات بتائی گئی ہیں جو کہ درج ذیل ہیں:

(۱) الشَّعْرِيَّةُ:-

یہ وہ زرہ ہے جو حضرت داؤد علیہ السلام نے پہنی تھی، جب آپ نے جالوت کو قتل کیا تھا، یہ زرہ بنی قینقاع کے اسلحہ کے ذخیرے سے ملی تھی۔

(۲) فَضَّةٌ:-

ابن سعد کی روایت کے مطابق یہ زرہ بھی آپ کو بنی قینقاع کے اسلحہ کے ذخیرے سے ملی تھی۔

(۳) ذَاتُ الْفُضُولِ:-

آنحضرت ﷺ کے ایک زرہ کا نام تھا، یہ نام اس کی کشادگی اور وسعت کی وجہ سے دیا گیا تھا، یہ وہ زرہ ہے کہ

جسوقت آپؐ غزوہ بدر میں شرکت کے لیے روانہ ہوئے تو سعد بن عبادہ نے حضور ﷺ کی خدمت میں پیش کی، یہ لوہے کا تھا، یہی وہ زرہ ہے جو آنحضرت ﷺ نے ابی شحیم یہودی کے پاس تیس صاع کے بدلے رہن رکھی تھی۔ یہ قرض ایک سال کے لیے تھا۔ (۳۶)

اس زرہ کے بارے میں ابن سعد سے درج ذیل روایات منقول ہیں:

۱- عن محمد بن مسلمة قال رأيت على رسول الله ﷺ يوم احد درعين، ذات الفضول ودرعه فضة، ورأيت عليه يوم خيبر درعين ذات الفضول والسعدية -

”محمد بن مسلمہ سے روایت کہ میں نے غزوہ احد میں رسول اللہ ﷺ کے بدن پر دو زرہیں ذات الفضول اور فضة سیکھیں، اور میں نے غزوہ خیبر میں آپؐ کے بدن پر دو زرہیں دیکھیں جن میں ایک ذات الفضول تھی اور ایک سعدیہ“

۲- عن جابر عن عامر قال اخرج الينا على بن الحسين درع رسول الله ﷺ فاذا هي يمانية رقيقة ذات زرافين، اذا علقت بذرافينها تمس الارض واذا أرسلت مست الارض -

”عامر سے روایت ہے کہ علی بن حسین رسول اللہ ﷺ کی زرہ نکال کر ہمارے پاس لائے، وہ بھی یمنی تھی، باریک حلقہ دار، جب اس کی کڑیوں کے بل لٹکا دیا جاتا تو زمین سے نہیں لگتی تھی اور جب چھوڑ دیا جاتا تو زمین سے لگ جاتی تھی“

۳- عن عائشة قالت قبض رسول الله صلى الله عليه وسلم وان درعه لمهونة في ثلاثين صاعا وفي رواية بستين صاعا من شعير رزقا لعياله - (۳۷)

”حضرت عائشہ سے روایت ہے کہ جب رسول اللہ ﷺ کی وفات ہوئی تو آپؐ کی زرہ تیس یا ساٹھ صاع جو کے عوض رہن تھی جو عیال کے نفقے کے لئے لیا تھا“

(۴) ذَاتُ الْوِشَاحِ:

چوتھے زرہ کا نام ذَاتُ الْوِشَاحِ تھا۔

(۵) ذَاتُ الْحَوَاشِي:

پانچویں زرہ کا نام ذَاتُ الْحَوَاشِي تھا۔

(۶) الْبُتْرَاءُ:

یہ زرہ چونکہ چھوٹی تھی، اس لیے اس نام سے موسوم کیا گیا۔

(۷) الْحَزْنَقُ:

ساتویں زرہ کا نام الْحَزْنَقُ تھا۔

نیز صاحب سبل الہدی امام شافعی اور دیگر ائمہ حدیث سے آپؐ کے کمر بند کے حوالے سے درج ذیل روایت نقل

کرتے ہیں:

ان رسول الله ﷺ ظاهرين درعين يوم احد وكان له صلى الله عليه وسلم منطقة وهي التي يشد بها

الوسط من اديم منشور فيها ثلاث حلق من فضة (۳۸)

”آنحضرت ﷺ نے جنگ احد میں دو زرہیں پہنی ہوئی تھیں، اور حضور ﷺ کا ایک کمر بند تھا جس کے

ساتھ نبی اکرم ﷺ اپنی کمر باندھا کرتے تھے، یہ چمڑے کا ہوتا تھا، اس میں چاندی کے تین حلقے تھے“
(۲) خود:-

خود لوہے کی بنی ہوئی ٹوپی ہوتی ہے جو لڑائی کے وقت سر کی حفاظت کے لیے اوڑھی جاتی ہے، جس کو عربی میں مغفر کہتے ہیں کیونکہ یہ سر کو ڈھانک لیتا ہے، جیسا کہ آکل ہیلمٹ ہوتا ہے، اس بارے میں ابن قیم لکھتے ہیں:
وكان له ﷺ مغفر من حديد يقال له: الموشح --- ومغفر آخر يقال له: السبوغ او: ذو السبوغ (۳۹)
حضورؐ کا لوہے کا بنا ہوا ایک خود مبارک تھا جس کا نام موشح تھا، ایک اور خود تھا جس کا نام السبوغ یا ذو السبوغ تھا سنن ترمذی اور حدیث کی دیگر کتابوں میں یہ روایت موجود ہے:

مالك عَن الزهري عن انسٍ قال دَخَلَ النَّبِيُّ ﷺ عام الفتح وعلَى رأسه المغفر (۴۰)
”حضرت انسؓ سے روایت کہ جب فتح کے سال (مکہ میں) آنحضرت ﷺ داخل ہوئے تو اس وقت آپ کے سر پر خود تھا“

اسی طرح غزوہ احد کے موقع پر بھی آپ نے خود پہنا تھا، جیسا کہ امام بخاری روایت کرتے ہیں:

عن سهل أنه سُئل عن جرح النَّبِيِّ ﷺ يوم احد فقال جرح وجه النَّبِيِّ ﷺ وكُسرت رُباعيته وهشمت البِيضة على رأسه (۴۱)

”حضرت سهل ابن سعدؓ ساعدنی سے احد کی لڑائی میں حضور اکرم ﷺ کے زخمی ہونے کے متعلق پوچھا گیا، آپ نے فرمایا کہ حضور ﷺ کے چہرہ مبارک پر زخم آئے تھے، آپ کے آگے کے دانت ٹوٹ گئے تھے اور خود آپ کے سر مبارک پر ٹوٹ گئی تھی (جس سے سر پر زخم آئے تھے، آپ کے آگے کے دانت ٹوٹ گئے تھے اور خود آپ کے سر مبارک پر ٹوٹ گئی تھی جس سے سر پر زخم آئے تھے)“
حضور ﷺ کے علم:

علم سے مراد وہ جھنڈا ہے جو جنگ کے موقع پر فوج کے سپہ سالار اٹھایا کرتے ہیں، جھنڈے کو لغت میں الراية اور لواء بھی کہتے ہیں، الراية لشکر کے جھنڈے کو کہتے ہیں اور یہ لواء سے بڑا ہوتا ہے، کبھی کبھی یہ نیزہ پر باندھ لیا جاتا تھا اور کبھی لمبی لکڑی پر، سب کا مفہوم ایک ہی ہے۔ مختلف غزوات میں مختلف سپہ سالاروں کے ہاتھ میں یہ جھنڈے رہے ہیں، اور ان کے رنگ بھی مختلف تھے، جیسا کہ درج ذیل روایات سے ثابت ہے:

آنحضرت ﷺ کا ایک بڑا جھنڈا تھا جو سفید تھا اور اس پر لکھا تھا لا اله الا الله مُحَمَّدٌ رَسُوْلُ الله - ایک اور جھنڈا تھا جو سیاہ تھا، ایک اور جھنڈا تھا جو خاکی رنگ کا تھا۔ حضور ﷺ کا سیاہ رنگ کا ایک جھنڈا تھا جو صوف کے کپڑے سے بنایا گیا تھا، اس کا رنگ چیتے کی جلد کی طرح (سیاہ و سفید) تھا، اسے عقاب کہا جاتا تھا۔

اسی طرح مسدود، عون سے روایت کرتے ہیں، فرماتے ہیں مجھے غالباً بکر بن وائل کے کسی شیخ نے بیان کیا کہ:

اخرج رسول الله ﷺ شقة خميصة سوداء ذات يوم فعقد هنا على رمح، ثم هرها فقال: من يأخذها بحقها فهاها المسلمون من اجل الشرط فقام اليه رجل فقال: أنا آخذها بحقها فما حقها؟ قال: تقاتل مقد ما ولا تَعْرَب بها من كافر (۴۲)

”حضور ﷺ نے کبیل کا ایک ٹکڑا نکالا، اس کی رنگت کالی تھی، اسے نیزے سے باندھا، پھر اس نیزے کو حرکت دی، فرمایا کون ہے جو اس نیزے کو اس شرط پر لے کہ اس کا حق ادا کرے گا، اس شرط کے باعث

مسلمانوں پر خوف طاری ہوا، کوئی آگے نہ بڑھا، آخر ایک آدمی بڑھا، عرض کی میں اس شرط پر نیزہ لیتا ہوں کہ میں اس کا حق ادا کروں گا، یہ فرمائیے، اس کا حق کیا ہے؟ فرمایا: اس کا حق یہ ہے دشمن پر حملہ کرتے ہوئے آگے بڑھا جائے اور کسی کافر کی طرف پیٹھ کر کے پسپائی اختیار نہیں کی جائے گی“

عن جابر بن عبد الله انَّ النَّبِيَّ ﷺ دخل مكة يوم الفتح ولواءه ابيض (۴۳)
حضرت جابرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ فتح مکہ کے دن مکہ میں داخل ہوئے اور آپ کے جھنڈے کا رنگ

سفید تھا“

عن ابن عباس ان راية رسول الله صلى الله عليه وسلم كانت سوداء ولواءه ابيض (۴۴)
”حضرت ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کا بڑا جھنڈے سیاہ رنگ کا تھا اور لواء یعنی چھوٹے جھنڈے کا رنگ سفید تھا“

خلاصہ یہ کہ اگرچہ ہمارا یہ عقیدہ ہے اور اس پر یقین بھی کرنا چاہیے کہ جنگوں میں نصرت و فح کثرت تعداد سے نہیں ہوتی، نہ عمدہ ہتھیاروں سے ہوتی ہے، بلکہ اس کا دار و مدار معنوی طاقت پر ہے جو جنگ کرنے والوں کے دلوں پر حاوی ہو اور انہیں فداکاری اور قربانی پر آمادہ کرے، لیکن اس کے ساتھ ساتھ سیرت نبویؐ سے ہمیں یہ سبق بھی ملتا ہے کہ اپنے دفاع کے لیے کبھی بھی غفلت کا مظاہرہ نہیں کرنا چاہیے، دشمن سے جنگ کے لیے پوری تیاری کرنی چاہیے اور اس مقصد کے لیے ہر قسم کے مادی وسائل اور جدید آلات حرب و ضرب کا اہتمام کرنا چاہیے۔

حوالہ جات و حواشی

- (۱) البقرہ ۳۱: ۲۔
- (۲) البیضاوی، عبداللہ بن احمد الشیرازی، انوار التنزیل و اسرار التاویل، مطبع لکھنؤی، ۱۲۸۲ھ، ۴۶، ۴۵: ۱۔ طنطاوی جوہری، الجواهر فی تفسیر القرآن الکریم، مصر، مطبع مصطفیٰ البابی، ۱۳۵۰ھ، ۵۲: ۱۔
- (۳) ابی الفداء اسماعیل ابن کثیر، البدایہ والنہایہ، مصر، مطبعہ السعادیہ، ۳۳۸: ۳۔
- (۴) ترمذی، ابو عیسیٰ محمد بن عیسیٰ، السنن، ابواب العلم، باب ماجاء فی فضل الفقہ علی العبادۃ الانفال ۶۰: ۸۔
- (۵) جصاص، ابی بکر احمد بن علی الرازی، احکام القرآن، لاہور، سہیل اکیڈمی، ج ۳: ۶۸ ص۔
- (۶) رازی، فخر الدین محمد بن عمر، مفاتیح الغیب (تفسیر کبیر)، دائرۃ العامرۃ، ۵۵۹: ۴۔
- (۷) شیخ احمد ملا جیون، التفسیرات الاحمدیہ، پشاور، مکتبہ حقانیہ، ص ۴۳۱۔
- (۸) شبیر احمد عثمانی، فوائد القرآن (تفسیر عثمانی)، مدینہ منورہ، ۱۹۸۹ء، ص ۲۳۳۔
- (۹) محمد ادریس کاندھلوی، معارف القرآن، لاہور، مکتبہ عثمانیہ، ۱۹۸۲ء، ۲۵۵: ۳۔
- (۱۰) مسلم بن حجاج، الجامع الصحیح، کتاب الامارۃ، باب فضل الرمی والحٹ علیہ وذم من علمہ ثم نسیہ۔
- (۱۱) جصاص، احکام القرآن، ۶۸: ۳۔
- (۱۲) ابن ماجہ، ابو عبداللہ محمد بن زید القزوینی، السنن، ابواب الجہاد، باب الرمی فی سبیل اللہ
- (۱۳) مظہر صدیقی، ڈاکٹر محمد یسین، عہد نبویؐ میں تنظیم ریاست و حکومت، بحوالہ نقوش رسول نمبر، لاہور، ادارہ فرخ اردو، ۵۶۷: ۵ ج

- (۱۵) ایضاً ۵۷۰، ۵۷۱
- (۱۶) ابن القیم الجوزیہ، شمس الدین ابی عبداللہ محمد بن ابی بکر، زاد المعاد فی ہدی خیر العباد محمدؐ، پشاور، وحیدی کتب خانہ ج: ۱، ص: ۵۰
- (۱۷) وحید الزمان، لغات الحدیث، کراچی، میر محمد کتب خانہ، کتاب الفاء، ج: ۳، ص: ۱۰۳
- (۱۸) الترمذی، محمد بن عیسیٰ، الشمائل النبویہ، باب ماجاء فی صفة سیف رسول اللہ ﷺ
- (۱۹) الازہری، بصر محمد کرم شاہ، ضیاء النبوی، لاہور، ضیاء القرآن پبلی کیشنز، ۲۰۲۰ھ، ج: ۵، ص: ۵۹۹
- (۲۰) وحید الزمان، لغات الحدیث، کتاب الصاد ج: ۲، ص: ۹۸
- (۲۱) ابن القیم الجوزیہ، زاد المعاد، ج: ۱، ص: ۵۱
- (۲۲) محمد بن یوسف الصالح الشامی، سبل الہدی والرشاد فی سیرۃ خیر العباد، القاہرہ، ۱۹۹۷ء، ج: ۷، ص: ۵۹۳
- (۲۳) مسلم بن حجاج، الجامع الصحیح، کتاب الصلوٰۃ، باب سنۃ المصلی
- (۲۴) ڈاکٹر محمد یاسین مظہر صدیقی، تہذیب نبوی، کراچی، زوارا اکیڈمی پبلی کیشنز، ص: ۴۶
- (۲۵) ابن القیم الجوزیہ، زاد المعاد، ج: ۱، ص: ۵۱
- (۲۶) وحید الزمان، لغات الحدیث، کتاب الزاء ج: ۲، ص: ۲۷
- (۲۷) ابن سعد، محمد بن عبداللہ البصری، الطبقات الکبریٰ، بیروت، دار صادر، ذکر درع رسول اللہ ﷺ ج: ۱، ص: ۳۸۹
- (۲۸) ابن القیم الجوزیہ، زاد المعاد، ج: ۱، ص: ۵۱
- (۲۹) وحید الزمان، لغات الحدیث، کتاب الکاف ج: ۳، ص: ۲۲
- (۳۰) ایضاً، کتاب س ج: ۲، ص: ۶۸
- (۳۱) ابن ماجہ، ابو عبداللہ محمد بن یزید القزوینی الربعی، السنن، ابواب الجہاد، باب السلاح
- (۳۲) ابن القیم الجوزیہ، زاد المعاد، ج: ۱، ص: ۵۲، ۵۱
- (۳۳) محمد بن یوسف الصالح الشامی، سبل الہدی والرشاد فی سیرۃ خیر العباد، ج: ۷، ص: ۵۹۳، مزید تفصیل کے لیے ملاحظہ ہو:
- ابن ہشام، ابو محمد عبدالملک، السیرۃ النبویہ، کوئٹہ، مکتبہ معروفیہ، ج: ۲، ص: ۱۹۳، ۱۹۲
- (۳۴) النساء: ۷۱
- (۳۵) عثمانی شبیر احمد، تفسیر فوائد القرآن الشہیر بالتفسیر العثمانی، مدینہ منورہ، شاہ فہد قرآن پرنٹنگ پریس، ۱۹۸۹ء، ص: ۱۱۶
- (۳۶) محمد بن یوسف الصالح الشامی، سبل الہدی والرشاد فی سیرۃ خیر العباد، ج: ۷، ص: ۵۹۰
- (۳۷) ابن سعد، الطبقات الکبریٰ، ذکر ترس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، ج: ۱، ص: ۳۸۹
- (۳۸) سبل الہدی والرشاد فی سیرۃ خیر العباد، ج: ۷، ص: ۵۹۲
- (۳۹) ابن قیم الجوزی، زاد المعاد فی ہدی خیر العباد، ج: ۱، ص: ۵۱
- (۴۰) ترمذی، السنن، ابواب الجہاد، باب ماجاء فی المغفر
- (۴۱) بخاری، الجامع الصحیح، کتاب الجہاد والسیر، باب لبس البیضة -
- (۴۲) سبل الہدی والرشاد فی سیرۃ خیر العباد، ج: ۷، ص: ۵۹۶، ۵۹۵
- (۴۳) ابن ماجہ، ابو عبداللہ محمد بن یزید القزوینی الربعی، السنن، ابواب الجہاد، باب الرايات والالویۃ
- (۴۴) ایضاً